بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۳۵/۷ ؛ نمبر ۱۸۵ ؛ ہفتہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ ھجری ؛ ۱۶ ظہور ۱۳۶۰ ہش ؛ ۱۶ اگست ۱۹۸۱ء

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ؛ ٹیلی فون ۴۴۹ ؛ قیمت ۵۵ پیسے

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۲ ظہور/اگست۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج صبح چند یوم کے لیے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

حضور نے اس دوران میں ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو امیر مقامی مقرر فرمایا ہے۔

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور کو صحت و تندرستی سے رکھے۔ آپ کے مقاصد دینیہ میں سربلندی اور سرفرازی بخشے اور ہر مقام پر آپ کو اپنی تائید و حمایت سے نوازتا رہے۔ آمین ؛

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کمزوری اور بلڈ پریشر میں اضافے کی وجہ سے ناساز ہے۔

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو صحت کامل و عاجل عطا کرے اور اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے آمین ؛

خاکسار کی طبیعت شوگر کی وجہ سے کئی روز سے ناساز ہے۔ اگر کنٹرول کرتا ہوں تو کمی ہو جاتی ہے اور دوسری صورت میں بڑھ جاتی ہے۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ خاکسار کو صحتِ کامل اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(عباد اللہ گیانی۔ مینیجر الفضل ربوہ)

ربوہ میں جشنِ آزادی کی تقریبات نہایت ذوق و شوق اور جوش و ولولہ سے منائی گئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خصوصی دعائیں مانگی گئیں، قومی پرچم لہرائے گئے، بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور چراغاں کیا گیا

مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت کبڈی اور باسکٹ بال کے میچوں میں شائقین کی جوش و خروش سے شرکت

ربوہ۔ ۱۴ ظہور۔ اگست۔ جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں پاکستان کا ۳۵ واں یومِ آزادی پورے ذوق و شوق اور شان سے منایا گیا۔

ربوہ میں اس دن کا آغاز علی الصبح نماز فجر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پاکستان کی ترقی۔ خوشحالی اور استحکام و مضبوطی کی دعاؤں سے ہوا اور دن بھر جشنِ آزادی کی مصروفیات جاری رہیں اور شام کو بازاروں میں۔ گھروں میں اور اہم عمارات پر چراغاں کیا گیا۔

ربوہ کے صدر عمومی محترم مولانا حکیم خورشید احمد صاحب نے نمائندہ الفضل کو بتایا۔ کہ اس جشنِ آزادی کو خاص طور پر شان و شوکت سے منانے کے لئے ربوہ کے مرکزی مقام گول بازار میں اجتماعی طور پر جھنڈا لہرائے جانے اور قومی ترانہ سننے کا انتظام کیا گیا تھا مگر عین وقت پر شدید بارش ہو جانے کی وجہ سے اجتماعی پروگرام نہ ہو سکا۔ تاہم ربوہ کے ہر محلے میں متعلقہ حلقہ کے صدر کے زیر انتظام بارش کے باوجود جھنڈا لہرایا گیا اور قومی ترانہ سنا گیا۔ اور ہر حلقے میں بچوں میں اس پر مسرت دن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی۔

محترم مولانا خورشید احمد صاحب نے بتایا کہ ربوہ کے بازاروں اور دکانوں کو اس دن کی مناسبت سے جھنڈیوں، قومی پرچموں اور رنگا رنگ آرائشوں سے سجایا گیا تھا۔ رات کو بازاروں اور دکانوں پر خوب چراغاں کیا گیا۔ ہر محلے میں بینرز لگائے گئے جن پر "یومِ آزادی مبارک" ـــــ "پاکستان زندہ باد" ـــ اور "پاکستان کا مطلب کیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" اور دیگر نعرے لکھے ہوئے تھے۔ ہر حلقے میں یہ بینرز نمایاں جگہوں پر آویزاں کئے گئے تھے۔ محلوں کی مساجد پر بھی چراغاں کیا گیا۔ ربوہ کے بیشتر شہریوں نے اپنے اپنے گھروں پر قومی پرچم لہرائے۔ حتیٰ کہ سائیکلوں۔ موٹر سائیکلوں اور کاروں پر بھی قومی پرچم لہرا رہا تھا۔ محترم مولانا خورشید احمد صاحب نے بتایا کہ لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام مسجد مہدی گول بازار سے ملحقہ میدان میں ایک جلسہ عام کا پروگرام طے کیا گیا تھا مگر شدید بارش کی وجہ سے میدان میں قریباً ایک ایک فٹ پانی کھڑا تھا۔ چنانچہ مجبوراً جلسہ منسوخ کرنا پڑا۔ اس جلسہ کی صدارت تاریخ پاکستان کے عظیم رہنما مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے بھتیجے مکرم مولانا عبدالمالک خان ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے کرنی تھی۔ اور دیگر چیدہ چیدہ مقررین نے خطاب کرنا تھا۔ اسی طرح سے ہاکی کی ایک ٹیم سرگودھا سے ہاکی میچ کھیلنے آئی تھی۔ مگر گراؤنڈ گیلا ہونے کی وجہ سے میچ نہ ہو سکا۔ اس میچ کے مہمانِ خصوصی کے لئے مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے تشریف لانا تھا۔

صدر عمومی صاحب نے بتایا کہ ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی میں بارش کے باوجود صبح نو بجے پرچم لہرایا گیا۔ ربوہ کے تمام سرکاری ملازمین وہاں جمع تھے اس کے علاوہ ربوہ کی بعض دیگر نمایاں شخصیات بھی وہاں موجود تھیں۔ ٹاؤن کمیٹی سے صبح نو بجنے سے پانچ منٹ قبل سائرن بجایا گیا۔ پھر جھنڈا لہرانے کی تقریب ہوئی اور پھر قومی ترانہ سنا گیا آخر میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

خدام الاحمدیہ کی کارکردگی:

ربوہ میں لوکل انجمن احمدیہ کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت بھی اس دن کو خصوصی طور پر شایانِ شان طریقے سے منانے کا اہتمام کیا گیا تھا قائمقام مہتمم مقامی مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب نے نمائندہ الفضل کو اس کی تفاصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یومِ آزادی کے روز مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے تحت دو میچ کھیلے گئے۔ پہلا میچ کبڈی کا تھا جو کہ ربوہ اور لالیاں کی ٹیموں کے درمیان گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں شام ۵½ بجے کھیلا گیا۔ اس میچ کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب تھے۔ یہ میچ ربوہ نے ۲۳ کے مقابلے میں ۳۶ پوائنٹس سے جیت لیا۔ میچ شروع ہونے سے قبل دونوں ٹیموں کا مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سے تعارف کروایا گیا۔ ربوہ کی ٹیم کی طرف سے مومن، ظفر شاہ اور اسد نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ لالیاں کی ٹیم کی طرف سے افضل نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ اس میچ کی خاص بات یہ تھی کہ ربوہ کے مشہور پرانے کھلاڑی محمد دین کھگا صاحب نے بھی میچ میں شرکت کی۔ اس میچ کے شائقین میں ربوہ کے علاوہ اطراف کے دیہات کے لوگ بھی شامل تھے۔ نظم و ضبط برقرار رکھنے میں پولیس نے بھی اچھا تعاون کیا۔

دوسرا میچ رات کو بعد از نماز مغرب بجلی کے قمقموں کی روشنی میں باسکٹ بال کا کھیلا گیا۔ اس میچ کے مہمان خصوصی محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید تھے۔ یہ میچ فضلِ عمر کلب ربوہ کی سینئر اور جونیئر ٹیموں کے درمیان تھا۔ سینئرز نے یہ میچ ۴۸ کے مقابلے میں ۵۲ پوائنٹس سے جیت لیا۔ سینئر ٹیم میں ادریس اور سرور نے اور جونیئر ٹیم میں حافظ مسعود اور رشید نے اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ میچ کے اختتام پر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔

کبڈی کے میچ سے قبل اطفال نے دس منٹ تک ایک نمائشی کبڈی میچ کھیلا۔ مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب نے بتایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے دفتر میں جھنڈا لہرایا گیا اور تمام مہتممین اور دیگر عہدیداروں نے اجتماعی طور پر قومی ترانہ سنا۔

چراغاں:

ربوہ کے بازاروں اور دکانوں کے علاوہ جن عمارتوں کو خصوصی طور پر چراغاں سے سجایا گیا تھا۔ ان میں مندرجہ ذیل عمارات شامل ہیں:-

مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ۔ دفاتر تحریک جدید۔ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ دفتر لجنہ اماء اللہ۔ فضلِ عمر ہسپتال۔ دفتر روزنامہ الفضل۔ دارالضیافت گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ پر چراغاں کیا گیا تھا انفرادی طور پر گھروں پر بھی چراغاں کیا گیا تھا۔ رات کو نماز عشاء کے بعد اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد گھروں سے نکل کر اس چراغاں کا نظارہ کرتی رہی۔ چراغاں دیکھنے والوں میں عورتوں اور بچوں کی تعداد خصوصی طور پر نمایاں تھی ؛

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۵ شوال ۱۴۰۱ھ

۱۶ ظہور ۱۳۶۰ ہش

نافرمانوں کا زعم باطل اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تردید

اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے اصلاح خلق کی غرض سے اُس وقت ہی کھڑا کرتا ہے جب بدی کا دنیا میں اس درجہ دور دورہ ہو کہ کھلے عام بدیوں کا ارتکاب لوگوں کا معمول بن جائے اور نیکی اس درجہ معدوم ہو جائے کہ نیکیاں بجا لانے والے خال خال نظر آئیں اور انہیں انگلیوں پر گنا جا سکے۔ یہ صورت اُس وقت ہی پیدا ہوتی ہے جب لوگ احکام الٰہی کو پس پشت ڈال کر نفسانی خواہشات کی پیروی میں اس درجہ مستغرق ہو جائیں کہ گویا انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات ہی کو معبود کا درجہ دے رکھا ہو اور اس فرضی معبود کی عبادت ہی ان کا دن رات کا وظیفہ ہو۔ چونکہ نفسانی خواہشات کی پیروی میں ہمہ تن استغراق کی وجہ سے ان کے لئے نیکیوں کی طرف لوٹنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے وہ اصلاح خلق کی غرض سے خدا تعالیٰ کے کھڑے کئے ہوئے بندۂ اخص کے انکار اور اس کی تکذیب پر تل جاتے ہیں اور مخالفت میں حد سے تجاوز کر کے ظلم ڈھانے پر اُتر آتے ہیں۔

اُن کی یہ حالت اس بندۂ اخص کے منجانب اللہ ہونے کی ایک کھلی دلیل ہوتی ہے اگر ان کی یہ حالت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کو ان کی اصلاح کی غرض سے اپنے کسی بندے کو کھڑا کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ مخالفت کے جوش میں وہ اُس سے اس کی صداقت کی دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ اپنی اباحتی زندگی کے ذریعہ دلیل وہ خود مہیا کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بمشکل ہی ایمان لاتے ہیں اس لئے کہ اپنی عملی حالت کی وجہ سے ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر گمراہی کی حالت میں ہی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں پر دوسروں کے لئے عبرت کا سامان چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کے اس عبرتناک انجام سے دوسروں کے لئے ہدایت کی راہیں کھلتی ہیں اور وہ حق کو دنیا میں پھیلانے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی حالت اور انجام یاد دلا کر اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو نصیحت پکڑنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۔ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الجاثیہ آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ کیا تو نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور اللہ نے اس کو (اپنے) علم کامل کی بنا پر گمراہ قرار دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر مُہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو اب اللہ کے (اس فعل کے) بعد اسے کون ہدایت دے سکے گا؟ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

اس پر طرّہ یہ کہ ایسے لوگ اس زعم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کی تمام تر بداعمالیوں اور نافرمانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا جیسا کہ وہ اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ کرے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے اس زعم باطل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۔ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (الجاثیہ آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ کیا جن لوگوں نے بدیاں کی ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کا سا درجہ دیں گے یہاں تک کہ ان دونوں کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی۔ وہ بہت بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

یہ بتانے کے بعد کہ ان بدکار لوگوں کا یہ گمان کہ انہیں نیکوکاروں جیسی ہی جزا ملے گی اور اس دنیا میں تو وہ عیش کر ہی رہے ہیں اگلے جہان میں بھی انہیں آسودگی ہی میسر آئے گی) سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں بتایا ہے کہ ہمارے اٹل قانون کے بموجب ہر ایک کو اس کے نامۂ اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور اس کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (الجاثیہ آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ایک ابدی قانون کے مطابق پیدا کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی اور ان میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خبردار کیا کہ وہ بھی اس گمان میں نہ رہیں کہ ان کا محض ایمان لے آنا ہی کافی ہے اور اعمال صالحہ بجا لانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جزا محض زبانی ایمان لانے پر نہیں بلکہ ایمان کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے پر ملے گی۔ اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اعمال صالحہ بجا لائیں بلکہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں کہ کہیں ان کا نفس انہیں دھوکا دے کر انہیں نافرمانی پر تو نہیں اکسا رہا چنانچہ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (الحشر آیات ۱۹ تا ۲۱)

ترجمہ:۔ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور چاہیئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ سو اللہ نے بھی انہیں ان کی جانوں کا فائدہ بھلا دیا۔ یہ لوگ اطاعت سے باہر نکلنے والے ہیں۔ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنتی لوگ ہی کامیاب ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے صاف بتا دیا کہ بدیاں کرنے والے نافرمان لوگوں کو ایمان کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے والوں کا سا درجہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ دونوں کو ان کے بُرے اور اچھے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور دونوں کی جزا میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ لہٰذا مومنوں کے لئے بھی بدیوں سے اجتناب اختیار کرتے ہوئے نیک اعمال کا بجا لانا ضروری ہے چونکہ اس زمانہ میں بھی لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ایمان کے زبانی اقرار اور دین سے محبت کے زبانی دعوے کی بناء پر ہی وہ بخشے جائیں گے اور انہیں نیک اعمال بجا لانے والوں کا سا درجہ مل جائے گا۔ اس لئے سیدنا حضرت اقدس نے لوگوں میں پائے جانے والے اس خیال کی پُر زور تردید کرتے ہوئے اپنے متبعین پر مثل صحابہؓ کے پورے خلوص سے اعمال صالحہ بجا لانے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔ مثال کے طور پر فرمایا:۔

"یاد رکھو یہ جماعت اس واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہیئے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو۔ وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے، ہر وقت مرنے کے لئے تیار تھے۔ بیعت کے معنی ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے؟ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہے۔ انسان کو چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوا بات نہیں بن سکتی .... سچا مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا ....

ایک شخص کے اپنے دل میں ہزار گند ہوتا ہے، پھر خدا پر شک لاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مومنوں کا حصہ مجھ کو بھی ملے (اس کا یہ گمان باطل ہے۔ ناقل) جب تک انسان اپنی زندگی کو ذبح نہ کر دے اور محسوس نہ کر لے کہ نفس امارہ کی خواہش مر گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ نہ جائے تب تک مومن نہیں ہوتا۔ اگر مومن کو (دوسروں کے مقابلہ میں) خاص امتیاز نہ بخشا جائے تو مومنوں کے واسطے جو وعدے ہیں وہ کیونکر پورے ہونگے .... ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ۱۸۵/۱۸۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصولِ علم کی راہیں ۳

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے (ربوہ)

۴۔ عمدہ اور متوازن غذا

یہ امر ظاہر ہے کہ جسمانی اور ذہنی محنت کرنے سے انسان کی قوت خرچ ہوتی ہے اور اس کے بدلے میں اچھی مناسبت غذا کے ذریعہ نئی قوت کا حصول لازمی ہوتا ہے ورنہ جسم کمزوری یا بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کو اپنی غذا کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

بعض غذائیں ایسی ہیں جو دماغی کام کرنے والوں کو بہت مدد دیتی ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس نے دماغی قوتوں کی بحالی کے لئے گوشت کی یخنی کو بہت مفید قرار دیا ہے۔ حضور ایدہ تعالیٰ نے قوتِ حافظہ کی تقویت کے لئے اپنے خطبات اور تقاریر میں سویا لیسی تھین کو ذاتی تجربہ کی بنا پر بہت ہی مفید قرار دیا ہے۔ حضور نے جن طلباء پر سویا لیسی تھین کا تجربہ کیا ہے ان طلباء کا بیان ہے کہ ان کی قوتِ حافظہ میں اس کے استعمال سے کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ بعض طلبہ جو تھوڑی سی دماغی محنت سے تھک جاتے تھے۔ سویا لیسی تھین کے استعمال سے کئی کئی گھنٹے بغیر تھکان کے دماغی محنت کرنے لگ پڑے۔

سویا لیسی تھین کے کیپسول ہمارے ربوہ میں بھی دستیاب ہیں مگر کافی مہنگے ہیں۔ ہر امیر طبقہ ہی انہیں استعمال کر سکتا ہے۔ یورپ کے ممالک مثلاً انگلستان اور امریکہ وغیرہ میں کافی سستے مل سکتے ہیں۔ جن طلبہ کو انگلستان وغیرہ سے منگوانے میں آسانی ہو انہیں ضرور منگوا کر استعمال کرنے چاہیئیں۔ انشاء اللہ العزیز بہت مفید پائیں گے۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

کہ آپ کو ایک دفعہ "کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے اور اس کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اٹھا کہ بادام لوں"۔ اس کشف کے بعد حضورؑ کو الہام ہوا۔

رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ

(تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۷۲۱)

اے میرے رب مجھ پر اشیاء کی حقیقت کا اظہار کر۔ اس الہام میں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ حضرت اقدس کی دعاؤں کی برکت سے آپ کے سلسلہ کے علماء اور سائنسدان علمی ریسرچ میں بہت ترقی کریں گے۔ مغز بادام کا کشف میں دکھایا جانا اس امر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ دماغی محنت کرنے والے علماء طلباء سائنسدانوں کو مغز بادام کا بھی استعمال کرنا چاہیئے۔ یہ امر ان کی دماغی قوتوں میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ سویا لیسی تھین اگرچہ بظاہر بادام کی نسبت زیادہ مقوی اور مفید معلوم ہوتی ہے مگر یہ ہر طالب علم کو آسانی سے میسر نہیں آسکتی مگر مغز بادام سویا لیسی تھین کی طرح بہت مہنگے بھی نہیں۔ پھر ہر جگہ آسانی سے مل سکتے ہیں۔ مغز بادام کے استعمال کا بہترین طریق تو یہی ہے کہ انہیں سردائی کی طرح گھوٹ کر پیا جائے۔ گرمیوں میں برف وغیرہ ڈال کر ٹھنڈے شربت کے طور پر پیا جا سکتا ہے اور سردیوں میں گرم کر کے۔ بلکہ تڑکا لگا کر چائے کی طرح پی سکتے ہیں۔ اعصابی اور دماغی قوتوں کی بحالی کے لئے یہ امر بہت مفید ثابت ہوگا۔ ایک فرد کے لئے سات گریاں بادام اور سات کالی مرچیں اور ۲ الائچی کا نسخہ مفید رہے گا۔ ہاں بادام کا چھلکا اتار کر اس کی گریوں کو چبا چبا کر بھی کھایا جا سکتا ہے۔ ناشتے کے لئے ساتھ کچی بھنی سونف بھی ملائی جا سکتی ہے۔ ایسا کرنے سے فوری طور پر دماغ میں تقویت کا احساس پیدا ہوگا اور پڑھائی کی تھکان کی وجہ سے کمزوری کا احساس دور ہو جائے گا۔

ایک طالب علم کے لئے یہ امر بھی بہت ضروری ہے کہ موسمی اثرات کے مقابل پر حفظِ ماتقدم کرے۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے قادیان کے زمانے میں تعلیم الاسلام کالج میں ایک لیکچر دیا تھا۔ جس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ ہمارے ملک میں مچھروں کی کثرت کی وجہ سے ملیریا بخار عام ہوتا ہے۔ مچھر انسان کے خون میں ملیریا کے جراثیم داخل کر دیتے ہیں۔ بعض کو بخار تو نہیں ہوتا لیکن ملیریا کی زہر ان کے خون میں موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کا جگر خراب رہتا ہے۔ کسی کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ بہت سے طلباء اس ملیریائی زہر کی وجہ سے ہی اپنی پڑھائی کی طرف توجہ نہیں کر سکتے اور امتحانوں میں فیل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حفظِ ماتقدم کے طور پر ہر ہفتہ کوئی ملیریائی زہر کو دور کرنے والی دوا مثلاً کونین، کلوروکوئن یا ڈارا پرم وغیرہ استعمال کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہر سال مارچ سے شروع کر کے نومبر تک اس کام پر دوام اختیار کرنا چاہیئے تا انسان ملیریا کے حملے سے محفوظ رہے اور اگر ملیریا کی زہر اس کے خون میں داخل ہو بھی جائے تو ساتھ ساتھ اس کا ازالہ ہوتا چلا جائے۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ یہ امر بیان کئے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ موسمی تغیرات کے وقت انسان کو حفظِ ماتقدم کی تدابیر ضرور کرنی چاہئیں ورنہ بیماری یا نیم بیماری اسکی ترقی کی رفتار میں روک بن سکتی ہے۔

۵۔ اچھے اساتذہ سے استفادہ

خدا تعالیٰ کے انعامات اور فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل انسان پر یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے مفوضہ کام کی تکمیل کے لئے ایک شفیق اور ماہر فن قابل استاد مل جاتا ہے۔ اگر شاگرد ذہین، علم کے لئے حریص اور محنتی ہوں تو اچھے استاد کی معیت ہونے پر سہاگہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحانی علوم ابتدائے آفرینش سے دنیا میں اتارے اور ان کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے ایک استاد بھی مہیا کیا یہ ایک ماہر فن قابل استاد کا کمال ہوتا ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کی مخفی اور نہاں در نہاں صلاحیتوں اور جواہر کو اجاگر کرتا اور بروئے کار لاتا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج کے دورِ ثانی میں اس کا اجراء حضرت مصلح موعود نے مئی ۱۹۴۴ء میں کیا اور ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ دسمبر ۱۹۴۴ء میں کالج یونین کا افتتاحی اجلاس تھا اور حضرت پرنسپل صاحب کی خدمت میں کالج یونین کے عہدیدار حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ اپنے مبارک ملفوظات سے کالج یونین کا افتتاح فرماویں۔ حضرت پرنسپل صاحب نے از کمال شفقت طلباء کی درخواست منظور فرمالی اور اپنی تقریر سے یونین کے افتتاح کرنے کا وعدہ فرمالیا۔ اس پر ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ آپ کی تقریر کا کیا عنوان ہوگا۔ تو اس پر فرمایا "حسن اور عشق"۔ یہ عنوان سن کر یونین کے عہدیدار کچھ حیران سے ہو گئے کہ یہ عنوان انہیں کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔

تقریر کا عنوان واقعی کچھ عجیب سا تھا اور طلباء میں اس بارہ میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں کہ حضرت میاں صاحب (اس وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اسی لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔) اس عنوان کے تحت کیا فرمائیں گے؟۔ تقریر کا وقت آیا۔ کالج کا ہال بھرا ہوا تھا۔ مکرم پرنسپل صاحب نے مقررہ عنوان پر ایک نہایت ہی علمی اور عملی تقریر فرمائی اور تعلیم اور تعلّم کے سلسلہ میں بعض نئی معلومات کا دروازہ کھول دیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ بعض رازکی نہایت قیمتی باتیں جو پردۂ اخفاء میں تھیں آج منظر عام پر آرہی ہیں۔ تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ۔

"ہر طالب علم اپنے اندر ایک حسنِ خداداد رکھتا ہے۔ ایک مخفی جوہر اور قابلیت اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔ گویا حسن سے مراد طالبعلم کا حسن ہے۔ استاد کا فرض ہے کہ ایک والہانہ جوش اور جذبۂ عشق کے ساتھ اپنے طالبعلم کے مخفی جوہر کو اجاگر اور نمایاں کرے اور طالب علم کی زندگی کو اس مخفی جوہر اور قابلیت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور اس کے کمالات کو ان کے انتہائی ممکن بلند نقطہ تک پہنچائے استاد یہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جب تک اس کے اندر اس کام کے لئے ایک والہانہ جوش اور عشق ودیعت نہ کیا گیا ہو۔ اگر کوئی استاد محسوس کرے کہ وہ اس جذبہ سے تہی دامن ہے تو اسے کوشش اور دعا سے اپنے آپ کو اس جذبہ سے سرشار کرنے کی پوری پوری سعی کرنی چاہیئے۔ گویا عشق سے مراد استاد کا عشق اور والہانہ جوش ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنے طلباء کے مخفی حسن کو اجاگر کرتا اور بروئے کار لاتا ہے۔ کہنے کو تو ہر سکول اور کالج میں پڑھانے والا استاد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے مگر حقیقی استاد وہی ہے جو مندرجہ بالا تعریف کے تحت آتا ہے۔ باقی لوگ دراصل ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
کے تحت آتے ہیں جو صرف دنیوی مفادات اور حصولِ زر کے لئے اس مقدس کام سے منسلک ہو جاتے ہیں اور درحقیقت انہیں ذاتی دلچسپی کے لحاظ سے اس کام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔"

یہ ہے خلاصہ اس تقریر کا جو حضرت پرنسپل صاحب نے فرمائی۔ علم، تعلیم اور تعلّم کے باب میں یہ ایک نیا انکشاف تھا جو آپ نے کیا۔ اور کیا ہی اچھوتا فلسفہ تھا جس کی آپ نے نہایت حسین پیرائے میں وضاحت فرمائی۔ تمام استاد کہلانے والوں کے لئے اس میں ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ اس کام کے لئے ایک استاد کو سب سے پہلے خود ایک ماہر علم وفن کے مقام پر کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر کے ایک والہانہ جذبہ سے خود کو متصف کرنا پڑتا ہے۔ تب جا کر وہ ایک حقیقی استاد کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر طلبہ کو ایسے استاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میسر نہ ہوں تو وہ کیا کریں؟ کیا دیگر قسم کے اساتذہ کہلانے والوں سے بھی کوئی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اگر درست طریق اختیار کرے تو ہر قسم کے استاد سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ آخر ادنیٰ قسم کا استاد کچھ نہ کچھ تو اپنے شاگردوں کو بتاتا ہے اگر کلاس میں اس کی باتوں کو غور سے سنا جائے اس امید اور انتظار میں کہ اگر کوئی نئی بات وہ بتائے تو اسے حاصل کر کے اپنے ذہن میں محفوظ کر لی جائے تو ہر قسم کے استاد سے انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ استاد کے لیکچر یا بیان کو مکمل طور پر لکھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات ہمارے کان اور انگلیاں تو استاد کی آواز سے متعلق ہوتی ہیں اور دماغ کچھ اور سوچ رہا ہوتا ہے یا جاگتے میں خواب دیکھ رہا ہوتا ہے اور استاد کا ایک لفظ بھی سمجھ نہیں پاتا۔

اور نہ ہی انسان ایسا کرے کہ صرف لیکچر کو سنے اور کچھ بھی نہ لکھے۔ کیونکہ اس طریق میں بھی ضروری نہیں کہ اس کا دماغ لیکچر کی طرف ہی دھیان رکھے۔ بلکہ بسا اوقات وہ دوسری باتوں اور نظاروں میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے ایک طریق اختیار کرنا چاہیئے جسے خاکسار نے

Telegraphic notes

"ٹیلیگرافک نوٹس" کا نام دیا ہے۔ طریق یہ ہے کہ انسان استاد یا کسی بھی مقرر کی بات کو غور سے سنے اور پھر ایک لفظی اشارہ سا کاپی پر نوٹ کرے۔ اسی طرح غور سے باتیں سنتا جائے اور لفظی اشارے لکھتا جائے اور گھر جا کر اس کے بعد ان لفظی اشارات کو دیکھ کر سارے لیکچر یا بیان کا خلاصہ نوٹ کر لے یا ضروری اور نئی باتیں نوٹ کر لے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان مقرر یا استاد کی بات غور سے سنے اس نیت سے کہ اگر اس نے کوئی نئی بات بیان کی تو میں نوٹ کر لوں گا اس طریق سے بھی اس کی توجہ پوری طرح مقرر کی گفتگو یا تقریر کے ساتھ مربوط رہے گی۔ ایک دفعہ اطفال کے جلسہ میں ایک طفل کے باتوں کو خاکسار نے اسی نیت سے سننا شروع کر دیا تھا تو بعض نئی باتیں اس تقریر سے بھی حاصل ہو گئیں۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں "الفضل" کے مطالعہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر سارے الفضل میں صرف ایک بات ہی تمہیں نئی مل جائے تو اس کی خاطر ہی الفضل کا مطالعہ کرنا ضروری ہے پس اصل چیز حصولِ علم کا شوق ہے اگر ہمارے اندر علم کا شوق و حرص ہے تو ہم ہر قسم کے حالات میں اپنے شوق و حرص کو پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی صورت نکال لیں گے۔ اگر کوئی استاد بالکل ہی ناکارہ اور نکما ہو تو اس سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کے مضمون کی ہم خود گہری سٹڈی کریں، اس حصہ کی جسے اس نے اگلے دن کلاس میں بیان کرنا ہے۔ پھر اس کے لیکچر کو سنیں تو کم از کم ہماری اپنی دہرائی ہو جائے گی اور بعض امور میں اس استاد سے بحث و تمحیص کر کے بھی اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

اصل چیز تو یہ ہے کہ ہم ماہر فن اور شفیق اساتذہ کو تلاش کر کے ان سے فیض حاصل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں قابل اور شفیق اساتذہ عطا کرے۔ کیونکہ تکمیلِ علم کے لئے قابل اساتذہ سے مستفیض ہونا بڑا لازمی اور لابدی امر ہے۔

کمال تو تب پیدا ہوتا ہے جب سکھانے والا معلم بھی کامل ہو اور شاگرد بھی حصولِ علم کے تمام مقتضیات کے لحاظ سے کامل ہو جیسے کہ سیدنا حضرت اقدس کے اس الہام میں بیان ہوا ہے کہ

كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

یعنی تمام برکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہیں۔ پس بہت ہی مبارک ہے وہ استاد جس نے علم سکھایا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت ہی مبارک ہے وہ شاگرد جس نے سیکھا اور فیض حاصل کیا۔ یعنی سیدنا حضرت اقدس۔

اظہارِ تشکر

میری چھوٹی بچی عزیزہ زاہدہ بعمر ۴ ماہ پیدائش کے ایک ماہ بعد سے بیمار رہی ہے۔ اس وقت خاکسار نے سب احباب سے دعا کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سب کی دعاؤں کو قبول فرما کر صحت عطا کی ہے۔ الحمد للہ! میں سب احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے دعا فرمائی۔ اور خطوں کے ذریعہ سے عزیزہ کا حال پوچھا اور دعاؤں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو جزائے خیر دے۔ آمین!

(نذر محمد خان ۱۸۔ لیاقت مارکیٹ۔ نواب شاہ۔ سندھ)

ولادت

میری ہمشیرہ عزیزہ ریاض بیگم اہلیہ چوہدری مبارک احمد صاحب رشید کے ہاں ۱۷ مئی کو دوسرا بیٹا پیدا ہوا ہے جو کہ چوہدری عبدالحمید صاحب مغل پورہ لاہور کا پوتا اور چوہدری عبدالعزیز صاحب ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچہ کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے اور دین اور دنیا کے علم سے مالا مال کرے (آمین!) عبدالرزاق ڈوگر۔ دارالبرکات ربوہ)

"دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا"

(مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان - بلاک وی (۷) ڈیرہ غازی خان)

انسان دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ وہ اپنے ربِّ محسن کی معرفت حاصل کر کے اُس سے محبت کرے اور اُسی کا ہو جائے۔ اسی مقصد کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

(بقرہ ۱۶۵)

یعنی مومن بندے اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں اور یہی اُن کے ایمان کی علامت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بھی انسان سے یہی چاہتا ہے کہ وہ اس سے خالص محبت کرے اور اسی کا ہو جائے۔ وہ بغیر شرط اطاعت اور محبت چاہتا ہے۔ وہ اپنی محبت میں کسی کو شریک نہیں کرتا کیونکہ اس کی غیرت شرکت کو گوارا نہیں کرتی۔ جس دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی محبت ہو وہ قبولیت کے لائق نہیں ہوتا اور یہی شرک ہے۔ پس بندہ اس کی ذات میں، اس کی صفات میں اور محبت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کے خمیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت پوشیدہ رکھی ہے اور وہ اسی جذبہ کے ماتحت حُسنِ ازل کی تلاش میں رہتا ہے اور جب وہ اسے نہیں پاتا تو اپنے ذوق کی تسکین کے لئے دوسری مخلوقات سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ مجاز کو حقیقت سمجھ لیتا ہے اور اُسی میں لذت پاتا ہے اور یہ سچ ہے محبت میں جو لذت ہے وہ دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں۔ اس لذت سے وہی آگاہ ہیں جو اس کوچہ سے آشنا ہیں.....

غرض اللہ تعالیٰ کی محبت تو ایک پاکیزہ اور بلند شے ہے اور جسے حاصل ہو جائے اس کی خوش قسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے لیکن ادنیٰ مخلوق کی محبت کو بھی انسان آسانی سے نہیں چھوڑ سکتا۔

انسان جب ادنیٰ مخلوق کی محبت میں جو سراسر عارضی اور بے بنیاد ہے لذت پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو پاکیزہ اور دائمی ہے کتنی لذت ہو گی۔

پھر یہ بھی ہے کہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے ایک فطری تعلق ہے۔ بچہ ماں سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ اس کے پیٹ سے نکلا ہے۔ انسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے۔ اس لئے فطرتاً وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ پس ذکر سے انسان کو خدا سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"ہر وقت اپنی زبانوں کو خدا کی یاد سے تر رکھو کیونکہ ذکر سے محبت اور محبت سے اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جب اطاعت محبت کے جذبہ سے ہو تو اس میں ایک لذت آتی ہے اور یہی جنت ہے۔ انسان دنیا کی چیزوں میں عبث راحت ڈھونڈتا ہے۔ دنیا کی چیزیں تو سچی خوشحالی نہیں دے سکتیں۔ حقیقی مسرت تو محبوب کی ملاقات میں ہے

اُس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اگر غور کیا جائے تو محبت کے دو بڑے محرکات ہیں ایک حسن اور دوسرا احسان۔ حسن بالطبع انسان کو مرغوب ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ حسن ہو اور اپنا اثر نہ کرے۔ حسن خواہ انسان میں ہو یا مناظرِ قدرت میں، اپنا اثر دکھائے گا۔ دُنیا میں ہر طرف حُسن کے جلوے ہیں۔ سبزہ زار، آبِ رواں، پہاڑ، چرند، پرند، انسان، حیوانات، سب میں حُسن ہے۔ اس عالم کی جملہ اشیاء کا حُسن خود بخود نہیں۔ خالقِ کائنات کا پیدا کردہ ہے۔ ان اشیاء نے اُسی ذات سے حُسن مستعار لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کا حُسن اُس کے حسن کا پرتو ہے۔ حضرت اقدس نے صحیح کہا ہے ؎

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
تُو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

(سرمہ چشم آریہ)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس ذات نے یہ حُسن پیدا کیا ہے وہ کتنی حسین ہو گی۔ دوسروں کو حُسن بخشنے والا بھلا کتنا خود حسین نہ ہو گا۔ کیا کوئی فقیر بھی کسی کو غنی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر دنیا کی حسین و جمیل چیزوں کا حُسن ہم کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حُسنِ ازل بندوں کو اپنی طرف نہ کھینچے۔ کھینچتا ہے اور خود کھینچتا ہے لیکن حُسن کی عزت اسی میں ہے کہ وہ پردہ میں رہے تاکہ اشتیاق بڑھے۔ اگر وہ بے نقاب ہو کر اپنی جھلک دکھلا دے تو تمام مخلوق اُس کے حُسن کی تاب نہ لا کر غش کھا کر گر پڑے۔ اس دنیا میں وہ ہم کو اس لئے نظر نہیں آتا کہ وہ لطیف ہے اور ہم کثیف۔ عالمِ آخرت میں جب اس روح کو لطیف جسم ملے گا تو وہ اس کے جلوے سے بھی مشرف ہو گی۔ کسی اہلِ دل نے اس کی پردہ نشینی کا کس عمدگی سے ذکر کیا ہے ؎

عیاں ہو کر بھی وہ پردہ نشیں ہے
ادا اُس کی یہ کتنی دلنشیں ہے
قصور اپنی نظر کا ہے۔ وگرنہ
کہاں وہ ذات جلوہ گر نہیں ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک عورت حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آئی اور کہا کہ اے جنید۔ میری مدد فرما۔ فرمایا کیسی مدد۔ کہا کہ میرا خاوند دوسری عورت سے بیاہ کرنا چاہتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسے روک کہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ فرمایا مائی۔ جب خدا نے مرد کو چار بیویوں کی اجازت دے رکھی ہے تو میں کون ہوں جو اس کو منع کروں۔ کہنے لگی کہ وہ بدصورت ہے۔ اس میں اور بھی کوئی خوبی نہیں بھلا اُس سے شادی کر کے وہ کیا کرے گا۔ فرمایا: مائی! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ شریعت نے اُسے اجازت دے رکھی ہے۔ وہ مختار ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں کہنے لگی جُنید! اگر شریعت کی رکاوٹ نہ ہوتی تو میں بے پردہ ہو کر آپ کو دکھا سکتی کہ میں کتنی حسین ہوں اور کیا وہ اس قدر حسین بیوی رکھتے ہوئے دوسری بیوی سے پیار کر سکتا ہے۔ یہ بات سُن کر جُنید تڑپ گئے اور اُن پر رقت طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو مریدوں سے کہا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ اگر دُنیا کی مخلوق مجھے بے پردہ دیکھ سکتی تو وہ کسی اور سے کیسے محبت کر سکتی۔ پس جہاں حُسن ہے وہاں عشق ہے۔ پھر یہ کہ حق تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی حسین وجمیل نہیں کیونکہ وہ حُسن کا سرچشمہ ہے۔

دوسری چیز محبت کی احسان ہے۔ اگر آپ پر کوئی شخص احسان کرے تو ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگی کیونکہ انسان بندہ احسان ہے اور یہ سچ ہے کہ اس کی عطا اور بخشش میں کوئی کمی نہیں۔ اصل معطی تو وہی ہے۔ انسان کے پاس جس قدر نعمتیں ہیں وہ اس کی عطا کردہ ہیں۔ صحت ہو، مال ہو، اولاد ہو، علم وفضل ہو۔ غرض ہر چیز جو انسان کو اس دنیا میں ملی ہے یا مل رہی ہے وہ اس کی عطا کردہ ہے۔ پس انسان کا ذرّہ ذرّہ اس کی نعمتوں اور احسانات کے نیچے دبا ہوا ہے یاد رکھو کہ صرف مادی ہی اس کی نعمتیں نہیں، شکستگی، رنج وغم، حزن والم بھی اس کی نعمتیں ہیں جو انسان کو اس کے در پر لے جاتی ہیں جن سے وہ باریاب ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے اعمال کے زور سے اس کی رضا حاصل نہیں کر سکتا اور نہ جنت کا حقدار بن سکتا ہے۔ اس کا نفس اُسے بدیوں کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔ اس کی حرص ہر وقت اُسے دنیاوی خواہشات کی طرف لگاتی رہتی ہے اور اس وجہ سے وہ خدا سے دُور ہوتا جاتا ہے کیونکہ ہر گناہ خدا اور بندے کے درمیان حجاب ہے، دُوری ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے اور اسے کسی چھوٹے سے ابتلا میں ڈال کر اس کا تزکیہ کر دیتی ہے جس سے وہ اس کی رضا کی جنّت کا حقدار بن جاتا ہے اور یہی رحمت اس کی بے پناہ محبت کی علامت ہے

مثنوی رومی میں ہے کہ ایک عورت کے بیس بچے مر گئے۔ پیدا ہوتے تو چند ماہ کے بعد مر جاتے۔ اُسے بہت غم ہوا۔ رو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کی ایک رات خواب میں دیکھا کہ جنّت کی سیر کر رہی ہے ایک محل دیکھا جس پر اس کا نام لکھا تھا۔ خوش ہو گئی۔ فرشتوں نے کہا کہ چونکہ تُو کاہل تھی اور عمل بھی اچھے نہ تھے۔ اس لئے یہ رنج دے دیا۔ پھر بچوں کو دیکھا کہ وہ جنّت میں پھر رہے ہیں، اور زیادہ خوش ہو گئی۔ پھر کہا کہ اگر خدا تعالیٰ سینکڑوں سال اسی طرح رکھے تو میں راضی ہوں یہ انعامات صبر سے زیادہ ہیں۔

پس کتنی عظیم احسان کرنے والی وہ ذات ہے کہ جس کا اندازہ انسان کو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی شکر بجا لانے کی طاقت رکھتا ہے۔ کیا وہ ہستی اس بات کی حقدار نہیں کہ اس سے خالص محبت کی جائے اور اس کی محبت میں دنیا کی کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے۔ وہ قدر دان ہے شکور، حلیم ہے۔ بڑھ چڑھ کر بدلہ دینے والا ہے۔ وہ بندہ نواز ہے۔ نوازنا اُس کا کام ہے۔ اس کی رحمت بے حساب ہے اور اس کے انعامات بھی بے حساب ہیں۔ وہ بندے کی محبت اور اخلاص کو دیکھ کر اس کے گناہ اور لغزشوں کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر بتا کر شرمندہ بھی نہیں کرتا۔ بتاؤ ایسے کریم سے منہ موڑنا، اس کو بھول جانا کہاں کی دانشمندی ہے۔ پس اسی سے محبت کرو اور اسی سے تعلق پیدا کرو کہ وہ حُسن واحسان کا سرچشمہ ہے۔ صرف اور صرف وہی محبت کے لائق ہے۔ دُنیا کی ہر چیز بے وفا ہے۔ ہر چیز انسان سے علاقہ توڑ جاتی ہے یہاں تک کہ اپنا جسم بھی بے وفا ہے۔ رُوح کا ساتھ نہیں دے سکتا لیکن خدا تعالیٰ بے وفائی نہیں کرتا۔ دونوں جہانوں میں ساتھ ہے اور بزبانِ حضرتِ اقدس "یہ دولت لینے کے لائق ہے اگر جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگر تمام وجود کھونے سے ملے۔ پس اس کی محبت زندگی بھی ہے اور حاصلِ زندگی بھی اور اس کے سوا سب کچھ بے کار ہے، ظلمت ہے اور اندھیرا ہے

؎ دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تُو میرا عشقِ صفا یہی ہے۔

(قادیان کے آریہ اور ہم)

محبت ہو تو دل میں فروتنی اور انکساری آجاتی ہے۔ اور یہی عجز و نیاز، اطاعت اور بندگی محبت کا دوسرا نام ہے۔ اس سے رُوح کو تسکین اور دل کو سرور ملتا ہے جو محبت کا ثمرہ ہے

تنزانیہ میں احمدیت کا نفوذ

گگوما کی ملکی نمائش میں کامیاب شرکت

• مکرم یوسف عثمان کامبا لایا صاحب مبلغ مقیم ٹبورا •

جھیل ٹانگانیکا کے ساحل پر ایک خوبصورت شہر گگوما (KIGOMA) ہے جو کہ تجارتی لحاظ سے معروف اور اہم بندرگاہ ہے۔ تجارتی جہاز یہاں سے برونڈی (BURUNDI) زائرے (ZAIRE) اور زیمبیا ZEMBIA جاتے ہیں۔ ان ممالک سے بھی تجارتی جہاز چیزیں لے کر گگوما (KIGOMA) آتے ہیں جس سے تجارتی تعلقات بڑھتے ہیں۔ گگوما (KIGOMA) سے تین میل دور ایک پرانا اور تاریخی شہر یوجیجی (UJIJI) ہے۔ دارالسلام سے تجارتی قافلے بٹورا سے ہوتے ہوئے یہاں ٹھہرتے تھے پھر ہمسائے ملک میں تجارت کے لئے جاتے تھے۔ تجارت میں عرب پیش پیش تھے یہاں پر عرب آباد ہوئے اور اب بھی عرب خاندان یہاں پر آباد ہیں۔ اور اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۶۵ء کے بعد پہلی دفعہ اس شہر میں شراب خانہ کھولا گیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسلامی تمدن کا اس شہر پر کافی اثر ہے۔

خادم احمدیت محترم شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم اسی شہر کے چشم وچراغ تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جب اس علاقہ میں دستک دی تو جماعت کا استقبال کیا

نمائش میں شرکت کرنے کا فیصلہ

حکمران پارٹی نے گذشتہ سال فیصلہ کیا تھا کہ اس سال کا سبع سبع (کسانوں کا دن) کا جشن ملکی سطح پر گگوما (KIGOMA) شہر میں منعقد کیا جاوے۔ جب حکمران پارٹی ایسا فیصلہ کرتی ہے تو حکومت کی ساری مشینری کا زور اس منتخب شدہ شہر میں ہوتا ہے۔ جشن یعنی نمائش کے آخری دن صدر مملکت خطاب کرتے ہیں اس نمائش میں مختلف قسم کی چیزیں نمائش میں رکھی جاتی ہیں اور قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی گروپوں کو بھی نمائش میں حصہ لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ گذشتہ سال کے آخر میں محترم مولانا شیخ محمد منصور صاحب فاضل نے گگوما (KIGOMA) یوجیجی (UJIJI) کا دورہ فرمایا تھا اور فیصلہ فرمایا تھا کہ جماعت احمدیہ گگوما نمائش میں حصہ لے۔ اس وقت وہاں پر صرف دو خاندان ہیں جو فعال ہیں۔ ہمارے جناب رشید بکاری کازما (KAZEMA) یہاں جماعت کے صدر ہیں۔ یہ دوست مخلص ہیں اور مرحوم شیخ عمری عبیدی صاحب کے ہم مکتب ہیں۔

محترم مشنری انچارج صاحب کی ہدایت پر جناب کازیما KAZIMA نے پویلین PAVILION بنوانے کی درخواست مقررہ کمیٹی کو دی۔ کمیٹی نے پویلین PAVILION بنوانے کے لئے موزوں جگہ ہمیں دی اور پختہ عمارت بنوانے کا مشورہ دیا۔

پلاٹ ملنے کے بعد محترم امیر صاحب نے تعمیر کے لئے دس ہزار شلنگ کا چیک کزیمہ صاحب کو ارسال فرمایا سیمنٹ اور تعمیر کی دیگر چیزوں کی ملک میں سخت مانگ ہے اور اندیشہ تھا کہ جب حکومتی عمارتوں کے لئے سیمنٹ نہیں ملتا ممکن ہے کہ ہمیں مذہبی تنظیم ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں ملے گا۔ مگر ایک مسلمان نوجوان ناظم اعلیٰ نے ہماری ہر قسم کی مدد کی ہے ضروری اشیاء ملنے کے بعد تعمیر کا کام شروع ہوا جو بیس دن کے بعد پویلین کا ڈھانچہ مکمل ہو گیا جبکہ حکومت کی عمارتیں وقت پر مکمل نہیں ہو سکیں۔ یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو خاکسار ٹبورا سے روانہ ہوا اور اگلے دن گگوما (KIGOMA) پہنچا۔ اسی دن شام کو پویلین میں کتابوں کو ترتیب دی گئی نیز بڑے بڑے کاغذوں پر قرآنی آیات لکھ کر دیوار پر آویزاں کیں جو کہ باہر سے آنیوالے زائرین کے لئے توجہ کا موجب بنیں بعض آیات قرآنی یہ تھیں۔

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ..... وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ۔
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

چنانچہ خنزیر کے گوشت کی حرمت پر خوب گفتگو ہوئی اور شراب کی حرمت پر بہت بحث ہوئی۔ جس طرح ایک ناامید پیاسا جس کا گلا اور ہونٹ پیاس سے خشک ہو رہے ہوں یکایک پیاس بجھانے کے لئے ٹھنڈا پانی مل جائے تو جس طرح وہ پانی پینے کیلئے تڑپتا ہے اسی طرح لوگ کتب دیکھ کر خریدنے کیلئے تڑپتے تھے۔ تبلیغ کا یہ ایک سنہرا موقع تھا اور احباب کرام نے خوب فائدہ اٹھایا۔ سب دن خوب مصروفیت کے دن تھے مگر ساتواں اور آخری دن انتہائی مصروفیت کا دن تھا۔

ٹھیک دن کے بارہ بجے نمائش گاہ کے دروازے کھلے اس وقت سے لے کر شام تک زائرین کا تانتا بندھا رہا ان میں سے بعض احمدیت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے جو انہیں دی گئیں

تجاویز مجلس شوریٰ

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ کیلئے تجاویز بھجوانے کی آخری تاریخ یکم ستمبر مقرر ہے۔ لیٹ موصول ہونے والی تجاویز ایجنڈا میں شامل نہیں ہو سکیں گی۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نمایاں کامیابی

خدا تعالیٰ کے فضل اور اپنے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ایک احمدی طالب علم محمود اکبر صاحب ابن مکرم نور محمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور۔ بی۔ ایس سی جیالوجی (فرسٹ پروفیشنل) کے امتحان میں ۱۰۰۰/۷۴۸ نمبر حاصل کر کے اپنی کلاس میں اول رہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور مزید علمی ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین!

(کریم الدین احمد۔ صدر احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اکثر کتب خریدنے آتے تھے۔

اسمبلی آف گاڈ۔ ASSEMBLY OF GOD۔ کے ایک مناد دو دن دینی گفتگو کرنے آئے۔ آخری دن تو وہ بائبل اور پادری سیل (SALE) کا مترجم قرآن شریف لائے مگر چار گھنٹے کی گفتگو سے بڑے مجمع میں یہ ثابت ہوا کہ عیسائیت نہیں بلکہ اسلام خدا کا چنا ہوا دین ہے جو بنی نوع انسان کیلئے ہے اور اسی مجمع میں روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوئی کہ اسرائیل کے نبی یسوع مسیح زندہ نہیں

اٰل اٰل کے مخالف مسلمانوں سے اپنے تلمیذوں کو بھیجا تا کہ مختلف سوالات ہم سے کریں۔ چنانچہ وہ کبھی ختم نبوت پر سوال کرتے اور کبھی حضور کے بعض ارشادات پر وضاحت چاہتے اور کبھی اسمٔ احمد پر بحث کرتے ان سب کو انکے عقل اور سمجھ کے مطابق مناسب جواب دیا گیا۔ ہمارے پویلین (PAVILION) میں حکمران پارٹی کے عہدیدار، حکومت جمہوریہ کے کئی مسلمان اور غیر مسلم آفیسرز شوق سے آتے رہے۔ اور عقلی سوالات پوچھتے رہے ہمارے جوابات سے وہ مطمئن ہوتے رہے۔ اور مسلمان تو ہمارے کام سے خوش ہو ہو کر ہمارے لئے دعائیں کرتے۔ تمام نمائش گاہ میں صرف ہمارے مذہبی پویلین (PAVILION) نے نمائش میں حصہ لیا۔ اس کا ذکر ریڈیو تنزانیہ میں بھی ہوا ہے۔ پویلین (PAVILION) میں چھوٹا سا کمرہ نماز گاہ بنایا گیا تھا۔ چنانچہ مسلم دوست وضو کر کے اسی میں آکر نماز پڑھتے رہے۔ وہ کام جو دیر سے نہیں ہو سکا تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے سات دن میں ہوا ہے۔ اور اس وقت کگوما (KIGOMA) یوجیجی (UJIJI) اور ان کے اضلاع

کاسیلو - (KASSULU)

کبونڈے (KIBONDE)

میں سلسلہ عالیہ احمدیت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی ہے نیز احمدیت کی تبلیغ کتب کے ذریعہ نزدیکی ملک

برونڈی BURUNDI اور

زائرے ZAIRE

میں پہنچ گئی ہے

بزرگ احباب سے درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ کگوما میں جو تبلیغی کام ہوئے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں بہت برکت ڈالے بہت اچھے نتائج پیدا کرے تا اس علاقہ کے لوگ جو

حضرت اقدس کی آواز سنیں جماعت کی طرف آئیں اور حقیقی اور واحد و یگانہ خدا کو پہچان کر اس کی بندگی کریں۔ آمین۔

یہاں دارالسلام میں بھی ہمارے سٹال پر کافی رونق رہی۔ ساڑھے تیرہ ہزار شلنگ سے زائد کا لٹریچر فروخت ہوا گویا صرف دو سالوں میں تقریباً اکیس ہزار شلنگ کی کتب بکی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

اتحاد کے ذرائع

مکرم سید سلیم احمد شاہ صاحب ایم اے۔ کراچی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری جماعت کو جو عظیم نعمتیں حاصل ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی نعمت جماعت کا اتحاد ہے۔ ہمیں یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے نظام قدرت ثانیہ کی بدولت عطا فرمائی ہے۔ نعمت کی قدر اس کی مسلسل حفاظت سے ہوتی ہے اور جب تک نعمت کی قدر کی جائے نعمت سلامت رہتی ہے وہ ذرائع جن سے نعمت کو برکت ملتی ہے۔ ان کی پہچان اور قدر بھی ضروری ہے۔ چند چیزیں جن سے اتحاد کو برکت ملتی ہے یہ ہیں:۔

احترام:

جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کا احترام کریں اس معاشرے کے اتحاد کو برکت ملتی ہے۔ احترام کی تربیت گاہ گھر ہے۔ گھر کے تمام افراد ایک دوسرے کا احترام کریں۔ صرف بڑے ہی نہیں چھوٹے بھی قابل احترام ہیں۔ ایک دوسرے کو با ادب طریقے سے مخاطب کرنے سے احترام بڑھتا ہے۔ تہذیب ترقی کرتی ہے۔ یہی تہذیب گھروں سے نکل کر سارے معاشرے کو اپنی خوشبو سے معطر کر دیتی ہے۔ جب معاشرے کے تمام افراد ایک دوسرے کا احترام کرنے لگیں تو زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

ہمدردی:

معاشرہ جسم کی مانند ہے اگر معاشرے کے ایک فرد کی تکلیف سارے معاشرے کی تکلیف کا باعث ہو اور باہمی ہمدردی کے جذبات تازہ ہوں تو کوئی دکھی نہ رہے۔ محنت کش غریب اور مسکین بھوکا نہ رہے کوئی یتیم تباہ نہ ہو۔ کوئی دکھی بیوہ آہیں نہ بھرے کوئی غیرت مند حالات کی ستائی عورت بے گھر نہ رہے۔ کسی غریب کی بچی کا گھر بسنے میں دیر نہ ہو۔ کوئی بھی روٹی۔ کپڑے اور مکان کا رونا نہ روئے۔ یہ ساری برکتیں باہمی ہمدردی سے حاصل ہو سکتی ہیں کسی ازم کی ضرورت نہیں۔

محبت:

جس معاشرے میں باہمی احترام اور باہمی ہمدردی ہو وہاں محبت کے پھول کھلتے ہیں۔ حسد، تنگ نظری اور جہالت محبت کی دشمن ہیں۔ جہالت سے حسد اور تنگ نظری پیدا ہوتی ہے اور اگر معاشرے کے افراد ان بیماریوں کا شکار ہوں تو ان کی باہمی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ ترقی کرنے والے خوشحال افراد کا فرض ہے کہ وہ تنگ حال اور غریب بھائیوں کا ہاتھ تھام کر گرنے سے بچائیں۔ اس طرح سے محبت بڑھے گی۔ طعنہ زنی اور گلے شکوے بھی محبت کو ختم کر دیتے ہیں۔ ان سے معاشرے کے افراد کو بچنا چاہیئے۔

خوش خلقی:

روزمرہ زندگی میں ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آنا چاہیئے۔ اس کی ابتداء گھر سے ہو خوش خلقی کی بدولت تعاون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ جب معاشرے کے تمام افراد خوش خلق ہوں اور ایک دوسرے سے تعاون کریں تو کوئی اداس اور مرجھایا ہوا چہرہ نظر نہ آئے۔ چاروں طرف ہنستے مسکراتے لوگ نظر آئیں اور زندگی خوش گوار ہو جائے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بلند کرداری کی علامت ہیں۔ "شکریہ" اور "جزاکم اللہ" کہنے سے کوئی تھک نہیں جاتا لیکن تعاون کرنے والا خوشی محسوس کرتا ہے اور آئندہ بھی نیکی کرتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ سے کوئی زیادتی کسی پر ہو جائے تو معذرت کرنے سے آپ کی پگڑی نہیں گر پڑے گی بلکہ آپ کے کردار کی عظمت ظاہر ہو گی۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں خوش خلقی کی علامت ہیں۔

درخواستِ دعا

۱۔ برادرم عبدالرؤف خان صاحب نائب قائد خدام الاحمدیہ ملتان کینٹ کے ایک غیر از جماعت دوست شدید بیمار ہیں (اور انھوں نے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی ہے) احباب ان کی کامل شفایابی کے لیے دعا فرمائیں۔

بشارت اللہ میر قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان چھاؤنی)

۲۔ میں دو سال سے پیشاب میں شکر اور ہائی بلڈ پریشر سے بیمار ہوں۔ لکھنا تک مشکل ہو گیا ہے۔ کمزور بہت ہو چکا ہوں۔ دوست درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ کامل و عاجل شفا دے۔ آمین۔

(ڈاکٹر) احمد علی احمدی

سابق صدر حلقہ دہلی گیٹ لاہور

۳۔ خاکسار کے والد محترم چوہدری منیر احمد صاحب عرصہ پانچ چھ سال سے مسلسل دائمی نزلہ کی شکایت میں مبتلا چلے آرہے ہیں جس کے باعث حافظہ کی کمزوری بھی کافی لاحق ہے اور دورانِ شکایت آنکھوں سے آنسوؤں کا پانی بھی رواں رہتا ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد تر مکمل صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

عبدالقیوم کوٹ احمدیہ ۵-۵ براستہ ٹنڈو غلام علی ضلع بدین سندھ

۴۔ ہمارے قائد صاحب ضلع محترم سیف علی صاحب شاہد سیکنڈ آفیسر مسلم کمرشل بینک کنری کے والد محترم بزرگوار عرصہ تین چار سال سے بعارضہ فالج میں مبتلا چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد سے جلد تر اس مرض سے نجات دے اور صحت و تندرستی والی درازی عمر سے نوازے۔ آمین۔

چوہدری سلیم احمد سلیم

چک نمبر ۱۵۱ ضلع تھرپارکر سندھ

● عرض ہے کہ خاکسار کا والد ۹/۱۰ ماہ پہلے فوت ہو چکا تھا۔ ابھی والد صاحب کا صدمہ ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ ٹھیک چار ماہ بعد خاکسار کا بڑا بھائی فوت ہو گیا۔ ابھی صرف چار ماہ فوت ہوئے کو ہوئے ہیں کہ دوسرا بھائی سخت بیمار ہے۔ جو کہ آج کل مشن ہسپتال ساہیوال میں داخل ہے۔ جائیداد کا ایک مقدمہ بھی چل رہا ہے جس سے تمام دیگر اہل خانہ سخت پریشان ہیں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے نجات دلائے اور میرے بھائی کو شفا دے۔ (محمد یونس گوجر چک نمبر ۳۶۳ E.B. تحصیل پورے والا ضلع وہاڑی)

● میرے بھائی مکرم عزیز اللہ صاحب جو کینیڈا میں مقیم ہیں۔ کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور ملازمت سے چھٹی پر ہیں۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ میرے بھائی کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ مولا کریم ان کو شفائے کامل عطا کرے اور سلامت رکھے آمین۔

(صادقہ فرحت بنت حافظ قدرت اللہ صاحب

دارالرحمت وسطی ربوہ)

قرآن مجید کا پڑھنا ہر مومن کے لئے لازم ہے۔ جماعت احمدیہ میں کوئی ایسا فرد نہیں ہونا چاہیئے جو ناظرہ قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو۔ جماعتوں کے عہدے دار ایسا انتظام کریں کہ نئے احمدی بھی سب کے سب قرآن مجید پڑھنے والے ہوں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری اہلیہ مرحومہ

★ مکرم محمد اسماعیل صاحب بقاپوری (کراچی)

میری اہلیہ محترمہ امتہ المجید صاحبہ بنت حضرت مرزا محمد شفیع صاحب دہلوی کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۳ رمئی ۱۹۸۱ء کو کراچی میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اسی روز بعد نماز عصر جماعت کراچی نے نماز جنازہ ادا کی جس کے بعد مرحومہ کا تابوت بذریعہ جناب ایکسپریس ربوہ لایا گیا۔ جہاں ۲۴ رمئی بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھانے کے بعد مرحومہ کی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ بہت سی اوصاف حمیدہ کی مالک تھیں وہ خاوند کی اطاعت گزار بیوی۔ بچوں کی بہترین تربیت کرنے والی ماں۔ دامادوں اور بہوؤں کے لئے مثالی خوشدامن تھیں۔ وفات کے وقت پانچوں بچوں کی شادیوں سے فارغ ہو چکی تھیں۔ جو سب بفضل اللہ تعالیٰ اپنے اپنے گھروں میں آباد اور خوش وخرم ہیں۔ اپنی زندگی میں ایک پوتا تین پوتیاں۔ چار نواسے اور ۲ نواسیاں بھی دیکھیں۔ اور اب اپنی دوسری نسل کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کی خواہاں تھیں۔ تین بچوں کو قرآن مجید پڑھا چکی تھیں۔ جس بچے کے پاس ہوتیں اسے قاعدہ یسرنا القرآن یا قرآن پاک پڑھانا فرض سمجھتیں اور پڑھا کر بہت خوش ہوتیں۔ بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کی شروع سے ہی عادت تھی۔ شادی کے بعد دہلی میں محلہ کے بچوں کو پڑھاتی تھیں۔ چونکہ میں وہاں مجلس خدام الاحمدیہ کا قائد بھی رہا ہوں اور ہمارا گھر نمازوں کا سنٹر بھی تھا۔ احمدی اور غیر احمدی بچے اس قدر ہو جاتے تھے کہ گویا سکول کھلا ہوا ہے۔ وہاں بھی لجنہ کی عہدیدار تھیں اور یہاں کراچی میں تو عرصہ تک اپنے حلقہ کی صدر بھی رہیں۔ یہاں بھی ہمارا گھر قریباً بیس سال نمازوں کا سنٹر رہا۔ جماعت کے اکثر مبلغین آتے جاتے رہتے اور کئی کئی روز تک قیام کرتے ان کے آنے جانے پر خدا کا شکر کرتیں ان کی مہمان نوازی اور خدمت میں بہت فخر محسوس کرتیں۔ نماز روزہ کی بے حد پابند اور وقت کی جان نثار۔ ان کے ہر حکم کی پابندی کرنے والی۔ چندہ تحریک جدید میں شروع سے ہی حصہ لینے والی۔ بلکہ اپنے بڑے بچے کا چندہ بھی اسی تحریک میں شروع سے ہی دیا۔ مطبوعہ کتابچہ پانچہزاری فوج میں میرے ساتھ ان دونوں کا نام بھی درج ہے۔

مرحومہ کا ایک خاص وصف صفائی اور سلیقہ شعاری تھی۔ جو بھی گھر آتا۔ تعریف کئے بغیر نہ رہتا۔ یہی عادت اپنے بچوں میں بھی پیدا کی۔ مرحومہ کی اعلیٰ تعلیم وتربیت اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ اکثر دوستوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپ کی ساری اولاد ماشاء اللہ دیندار اور احمدیت پر فدا ہونے والی ہے۔ مرحومہ نہایت ہی صابر وشاکر۔ مرنجاں مرنج۔ عسر یسر میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی۔ نہ صرف دعا گو بلکہ مستجاب الدعوات بزرگ خاتون تھیں۔

افسوس! ان کی شفقت اور دعاؤں سے ہم بہت جلد محروم ہو گئے۔ مگر

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

چونکہ جماعت میں ہمارا حلقۂ واقفیت بہت وسیع ہے اس لئے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی ممالک میں مقیم احباب اعزہ واقربا کی طرف سے بھی بکثرت تعزیتی پیغامات آئے ہیں اور باوجود وفات پر قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرنے پر بھی اب تک آ رہے ہیں جو ہم غمگساروں کے لئے بہت ہی ڈھارس کا موجب بنے ہیں۔ ایسی اخوت اور مؤدت صرف اور صرف الٰہی جماعتوں میں ہی ممکن ہے۔ باہر کی جماعتوں نے بھی نماز جنازہ غائب ادا کی ہے۔ اور یہ سب کچھ مرحومہ محترمہ کی ہر دلعزیزی کا نتیجہ ہے۔ غفر اللہ لہا واحسن مثوٰنہا

مرحومہ کی وفات حسرت آیات پر احباب جماعت نے جس خلوص اور محبت سے تعزیت فرمائی ہے۔ میں سب کا از حد ممنون ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ مرحومہ کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

اعلان نکاح

خاکسار کے تایازاد بھائی مکرم بشیر احمد صاحب ولد ملک عبدالجبار مرحوم ساکن ٹوپی تحصیل صوابی ضلع مردان کا نکاح ہمراہ مسماۃ فرحت جبین بنت شہید صوبیدار غلام سرور خان مرحوم ساکن فیس تحصیل صوابی حال مکان نمبر ۹/۶ محلہ دارالصدر غربی بعوض سات ہزار روپیہ حق مہر مکرم ومحترم مولوی محمود احمد صاحب نے مورخہ ۸ راگست ۱۹۸۱ء بعد از نماز عصر مسجد لطیف محلہ دارالصدر غربی میں پڑھایا۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو فریق کے لیے بابرکت کرے۔ آمین۔

سلطان شیر
انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

فہرست وصولی چندہ تعمیر مساجد

از ۱۴ تا ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

۱۔ محترمہ ریاض صالحہ مرحومہ بذریعہ مکرم محمد حنیف صاحب مینجر ریٹائرڈ دارالنصر غربی ربوہ	۵۰	روپے
۲۔ محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی شجاعت علی صاحب مرحوم ربوہ	۵۰	"
۳۔ مکرم سیکرٹری مال صاحب مرکزی لاہور منجانب مکرم ملک عبدالحی صاحب سول لائن	۵۰	"
" " " " منجانب مکرم چوہدری سلیم ناصر صاحب باجوہ شمالی چھاؤنی	۵۰	"
" " " " محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالرزاق صاحب سول لائن	۱۰۰	"
" " " " مکرم منصور عباسی صاحب " "	۱۰۰	"
" " " " " خواجہ عبدالقیوم صاحب واہلیہ صاحبہ وحدت کالونی	۲۰۰	"
" " " " " چوہدری عبدالوحید خان صاحب سول لائن	۵۰	"
۴۔ مکرم محمد حنیف صاحب مینجر پنشنر دارالنصر غربی ربوہ (باقساط از اپریل تا اگست ۱۹۸۱ء)	۵۰	"
۔ مکرم محمد حنیف صاحب منجانب محترمہ ریاض صالحہ مرحومہ بنت خود (باقساط از اپریل تا اگست ۱۹۸۱ء)	۵۰	"
۵۔ مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب سیکرٹری مال سیالکوٹ	۸۴۰	"
۶۔ محترمہ بشریٰ رفیق صاحبہ فیکٹری ایریا ربوہ	۷۰	"
۷۔ مکرم سیکرٹری مال صاحب شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین منجانب مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب، بچی کی شادی پر	۱۰۰۰	"
۸۔ مکرم حکیم فضل محمد صاحب بی بی ضلع پشاور	۵۰	"
۹۔ " محمد سلیم ناصر صاحب سانگھڑ منجانب مکرم شیخ حمید اللہ صاحب	۱۰۰	"
۱۰۔ " خواجہ محمد شریف صاحب جمونی گوجرانوالہ	۲۰۰	"
۱۱۔ مکرم عبدالغنی شاہ صاحب فیکٹری ایریا ربوہ منجانب " میاں تاج دین صاحب	۱۰۰	"
۱۲۔ " محمد انور صاحب بذریعہ مکرم محمد افضل صاحب اصلاح وارشاد	۱۲۶	"
۱۳۔ " میاں غلام مصطفےٰ صاحب کاہلوں گلبرگ فیصل آباد	۱۰۰	"
۱۴۔ محترمہ نصرت فیض صاحبہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور	۵۰	"
تحریک خاص لجنہ مرکزیہ		
۱۵۔ " محاسب صاحب راولپنڈی منجانب مکرم مرزا سلیم بیگ صاحب	۵۰	"
" " " " منجانب محترمہ بیگم پیر انوار الدین صاحب	۵۰۰	"
" " " " مکرم محمد سعید صاحب	۵۰	"
۱۶۔ مکرم چوہدری نثار احمد صاحب جہانیاں ضلع ملتان منجانب " رانا بشیر احمد صاحب ککی نو ضلع جھنگ	۲۰۰	"
۱۷ " عبدالرحیم صاحب جہلم	۱۳۰	"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۶ راگست دوپہر کے وقت دو بچیوں کے بعد بچہ عطا فرمایا ہے۔ میرے والد حافظ نیاز احمد صاحب کرنالی مرحوم اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے خاندان حضرت اقدس اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی، نیکیوں والی بابرکت زندگی عطا فرمائے نیز میرے خاندان کے لئے اور احمدیت کے لئے اسکی پیدائش بابرکت کرے (آمین)

(خاکسار حامد علی خان پسر حافظ نیاز احمد صاحب کرنالی مرحوم
الفردوس انارکلی لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ میں داخلہ ۲۲ اگست کو ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ بوقت ۸ بجے صبح وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔

امیدواران کو علیحدہ علیحدہ بذریعہ ڈاک بھی اطلاع دی جارہی ہے۔ جن امیدواروں نے داخلہ کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے لٹریچر لے آئیں۔

نوٹ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵٪ نمبر) ہونا ضروری ہے۔

(۲) انٹرویو کے وقت سکول یا کالج کے سرٹیفکیٹ کی اصل اور فوٹوسٹیٹ کاپی اور مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تعارفی چٹھی ساتھ لانا ہوگی۔

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید۔ ربوہ)

دعائے مغفرت

میرے داماد عزیزم لئیق احمد صاحب چغتائی۔ نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ قیادت دہلی دروازہ کے والد مکرم میاں محمد احمد صاحب چغتائی جو محترم حکیم محمد حسین صاحب "مرہم عیسیٰ" کے صاحبزادے تھے گزشتہ ماہ ۱۷، اور ۱۸ جولائی ۸۱ء کی درمیانی شب میو ہسپتال میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط

۱۷ جولائی کو جمعہ کے روز رات بارہ بجے کے قریب دل پر حملہ ہوا اور سانس رکتی ہوئی محسوس کی۔ اسی وقت ان کو میو ہسپتال لے جایا گیا۔ لیکن جانبر نہ ہو سکے۔

مرحوم سلسلہ کے شیدائی۔ بہت مخلص اور سلسلہ کے لئے بے حد غیرت رکھنے والے افراد میں سے تھے۔ نوجوانی کے زمانہ سے وفات تک کسی نہ کسی رنگ میں جماعت اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار رہے۔ اپنی وفات کے وقت بھی وہ حلقہ دہلی دروازہ کی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ اور مجلس انصار اللہ کے زعیم تھے۔ اپنے ایک بیٹے کو سلسلہ کے لئے وقف بھی کیا ہوا تھا۔ لیکن اس کی تعلیم کا سارا خرچ خود برداشت کرتے تھے۔

ان کو ایک امتیازی شرف یہ بھی حاصل تھا کہ جس مکان میں آج کل وہ رہائش پذیر تھے۔ اس میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی ان پر سلامتی ہو) نے کئی مرتبہ لاہور تشریف لاکر قیام فرمایا۔ مرحوم نے اپنی اہلیہ کے علاوہ سات لڑکے اور ایک لڑکی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ چار لڑکے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بخشش اور رحم اور عفو کا معاملہ کرے اور ان کے پسماندگان کو مومنانہ صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مبارک محمود پانی پتی۔ رام گلی ۲۔ مکان ۱۸۔ لاہور)

قراردادِ تعزیت

مکرم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ ۲۷ احسان کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط

آپ ۱۹۲۲ء میں سلسلہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ ایک نہایت قابل وکیل تھے۔ لمبا عرصہ امیر جماعت کی حیثیت سے سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بڑے مدبر۔ بے نفس۔ مخلص اور انتہائی مشفق انسان تھے۔

آپ کے زمانۂ امارت کے دوران لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ کو آپ کی بروقت راہنمائی اور بھرپور تعاون حاصل رہا۔ آپ کی وفات ہم سب کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے۔

مکرمہ صادقہ میر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ شہر و ضلع گوجرانوالہ آپ کی بہو ہیں۔ ہم آپ کے افرادِ خاندان اور دیگر عزیز و اقارب سے گہری ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولا کریم مکرم میر صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

(ہم ہیں: ممبرات لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ)

تشحیذ، ریویو اور بعض دیگر پرانے رسالہ جات کی ضرورت

(از محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ)

حضرت مصلح موعود کی سوانح کی تیاری نیز آپ کے خطبات کی تدوین کے سلسلہ میں، سلسلہ کے بعض پرانے رسالہ جات کی ضرورت ہے ایسے تمام بزرگان جن کے پاس ان رسالہ جات میں سے کچھ محفوظ ہوں۔ ان سے مودبانہ گزارش ہے کہ خاکسار کو معین معلومات فراہم کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ کہ ان کے پاس حضرت صاحب کی زندگی میں شائع ہونے والے حسب ذیل رسالہ جات میں سے کون کون سے محفوظ ہیں۔ ان سے استفادہ کے لئے باہمی رابطہ سے کوئی قابلِ عمل صورت طے کرلی جائے گی۔ اگر کوئی دوست یہ رسالے یا ان میں سے بعض قیمتاً مہیا کرنے پر آمادہ ہوں تو اس بارہ میں بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(۱) تشحیذ الاذہان (۲) ریویو (اردو۔ انگریزی) (۳) تادیب النساء
(۴) احمدی خاتون (۵) رفیق حیات (۶) تالیق

احمدی انجنیئرز متوجہ ہوں

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس و انجنیئرز کی تشکیل کے لئے جو اعداد و شمار اکٹھے کئے گئے تھے ان کے مطابق احمدی آرکیٹیکٹس و انجنیئرز (ڈپلوما ہولڈر و ڈگری یافتہ) کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ مگر ابھی تک اس ایسوسی ایشن میں -/۲۵ روپے رجسٹریشن فیس ادا کرکے باقاعدہ شمولیت اختیار کرنے والوں کی تعداد ایک سو ہے۔ ایسے دوست جنہوں نے ابھی تک رجسٹریشن فیس ادا نہیں کی ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ -/۲۵ روپے بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر بنام ایسوسی ایشن ارسال فرماکر اپنا رجسٹریشن کارڈ حاصل کریں۔

(۲) اراکین مجلس عاملہ ایسوسی ایشن سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں لوکل چیپٹر کے قیام کے لئے کوشش فرمائیں۔ اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے مرکز کو بھی آگاہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز)

ایم اے ایجوکیشن میں داخلہ

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تعلیم و تحقیق میں مندرجہ ذیل دو سالہ کورسز میں داخلے ہو رہے ہیں:-

(۱) ایم اے ایجوکیشن سیکنڈری (۲) ایم اے ایجوکیشن پرائمری (۳) ماسٹر آف بزنس ایجوکیشن (۴) ماسٹر آف ٹیکنیکل ایجوکیشن۔

تمام بی اے / بی ایس سی / بی کام طلبہ و طالبات داخلہ کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ ۳۰ اگست ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں روزنامہ پاکستان ٹائمز مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۱ء

داخلہ کے خواہشمند احمدی طلبہ و طالبات اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

منور احمد نعیم

(۱) کمرہ نمبر ۲۵۲ ہوسٹل نمبر ۲ نیو کیمپس۔ لاہور ۲۰ / فون (۸۵۰۳۱۶)
(۲) ۳۹/۱۶ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ (فون ۵۵۶)

(صدر احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن پنجاب یونیورسٹی لاہور)

: ہمارا مختصر پتہ :
ڈاکٹر راجہ ربوہ
: بین الاقوامی پتہ :
ڈاکٹر راجہ ربوہ پاکستان
: فون :
کلینک ۶۰۶ ○ پروڈکشن برانچ ۶۰۷

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴